تقلید
کی
شرعی حیثیت
از
فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہٗ
مفتی اعظم ہند دار العلوم دیوبند
ناشر
مکتبہ محمودیہ
جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) ۲۴۵۲۰۶

تقلید کی شرعی حیثیت

افادات

حضرت اقدس فقیہ الامت مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہٗ
مفتی اعظم ہند دار العلوم دیوبند

ترتیب

محمد فاروق غفرلہٗ
جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ

مکتبہ محمودیہ
جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) ۲۴۵۲۰۶

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

تفصیلات

نام کتاب:..........................**تقلید کی شرعی حیثیت**

مصنف:..........فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی قدس سرہٗ

تعداد:..............................پانچ ہزار (۵۰۰۰)

کمپوزنگ:............................شعبہ کمپیوٹر جامعہ ہذا

سن اشاعت:..........................۱۴۳۲ھ مطابق ۲۰۱۱ء

صفحات:.................................. ۲۲

قیمت:............

-: ملنے کا پتہ :-

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) ۲۴۵۲۰۶

تقلید

سوال:- زید کہتا ہے کہ مسلمان جب تک تقلید کا قائل رہتا ہے اس وقت تک اسمیں ایمان ہی نہیں آسکتا کیا زید کا یہ کہنا درست ہے کیا واقعی مقلدین بے دین ہوتے ہیں جب کہ ان لوگوں کے اندر بڑے بڑے عابد زاہد صوفی متقی پرہیزگار عالم محدث مفسر مبلغ دین کے داعی سبھی کچھ پائے جاتے ہیں مختلف خطابوں سے کروڑوں مسلمان مؤدبانہ طریق پر کسی صاحب کو شیخ الاسلام، کسی کو امام ربانی کسی کو شیخ الحدیث کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ دوسرے ان لوگوں کے ہزاروں مدارس اسلامیہ جاری ہیں جن کے اندر لاکھوں مسلمان علم حدیث وعلم دین حاصل کرتے ہیں کیا یہ سب پڑھنے پڑھانیوالے بے دینی ہی سیکھتے سکھاتے ہیں؟ مثال کے طور پر صحیح سند سے بتایا جاتا ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے ایک دفع لاہور کی طرف سفر کیا لاکھوں انسانوں کو مشرف بہ اسلام کیا۔ کیا وہ دعوت آپکی بے دینی سے تعلق رکھتی تھی۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

تقلید کے معنیٰ ہیں کہ جو شخص مجتہد نہ ہو وہ حکم دین کے بارے میں مجتہد کے قول کو تسلیم کرلے اس اعتماد پر کہ اس نے یہ حکم دلیلِ شرعی (کتاب، سنت، واجماع قیاس شرعی) سے بتایا ہے اسکے پاس اس حکم کی دلیل موجود ہے اور خود اس سے دلیل کا

مطالبہ نہ کرے[1] یہ تقلید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی تھی کہ ایک صحابی دوسرے صحابی سے دینی مسئلہ پوچھتے تھے[2] اور دلیل کا مطالبہ نہیں کرتے تھے صحابہ کے بعد برابر یہ سلسلہ چلتا رہا ہے اگر زید خدانخواستہ ان سب کو ایمان سے خالی اور بے دین کہتا ہے تو اسکو اپنے ایمان کی فکر لازم ہے[3]۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

دارالعلوم دیوبند ۱۲/۱۰/۹۵ھ

تقلید کی شرعی حیثیت

سوال:- تقلید کی شرعی حیثیت کیا ہے نیز اگر تقلید ضروری ہے تو شخصی تقلید کیوں ضروری سمجھی جاتی ہے۔ اگر کسی مسئلہ میں کسی امام کی تقلید کی جائے کسی میں کسی یعنی غیر معین امام کی تقلید کی جائے تو اس میں کیا حرج ہے علماء اسے کیوں منع کرتے ہیں جب کہ چاروں ائمہ کا مسلک درست تسلیم کیا جاتا ہے۔

۱؎...... التقليد هو الأخذ بقول الغير بغير معرفة دليله الىٰ ماقال غير المجتهد المطلق يلزمه التقليد. رسم المفتى ص ۷۴، مطبوعه سعيديه سهارنپور)

۲؎...... ثم انهم تفرقوا فى البلاد وصار كل واحد مقتدى ناحية من النواحى فكثرت الوقائع ودارت المسائل فاستفتوا فيها فاجاب كل واحد حسب ماحفظه او استنبط وان لم يجد فيما حفظه او استنبط ما يصلح للجواب اجتهد الخ، (حجة الله البالغة ص ۱۴۰ ج ۱، باب اسباب اختلاف الصحابه والتابعين فى الفروع، مطبوعه مصر،

۳؎...... قال رسول الله ﷺ لا يرمى رجل رجلاً بالفسوق ولا يرميه بالكفر الا ارتدت عليه ان لم يكن صاحبه كذالك. مشكوٰة شريف ص ۴۱۱، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، باب حفظ اللسان والغيبة والشتم، بخارى شريف ص ۲/۸۹۳، كتاب الادب، باب ماينهى عن السباب واللعن، مطبوعه اشرفى ديوبند،

الجواب:-نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد! اصالۃً ہدایت کا سرچشمہ قرآن پاک ہے۔ھُدیً لِلنَّاس[1] لیکن اسمیں عموماً بنیادی اصول اور مسائل بطور ضابطہ کلیہ بیان کئے گئے ہیں تفصیلات اور فروع کا بیان کرنا حضرت نبی کریم ﷺ کے سپرد ہے۔لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ اِلَیْھِم[2] تا کہ جومضامین لوگوں کے پاس بھیجے گئے ہیں انکو آپ ان سے ظاہر کردیں۔(بیان القرآن)

مثال ا:۔قرآن پاک میں ہے۔"اَقِیْمُوا الصَّلوٰۃَ"[3] نماز قائم کرو۔

اسکی پوری تفصیل کہ کس نماز میں کتنی رکعت ہیں کس رکعت کے بعد قعدہ ہے کونسی رکعت میں صرف الحمد پڑھی جاتی ہے کونسی میں سورت بھی ملائی جاتی ہے کس نماز میں قراءت آواز سے پڑھی جاتی ہے کس میں آہستہ وغیر وغیرہ حضو ﷺ نے بیان فرمائی ہے۔قرآن شریف سے براہ راست اس کا سمجھنا دشوار ہے۔

مثال۲:۔"وَاٰتُوا الزَّکوٰۃَ"[4] زکوٰۃ ادا کرو۔

اسکی تفصیل کہ چاندی کی زکوٰۃ کس حساب سے ہے سونے کی کس حساب سے، بکری، گائے، اونٹ کی کس حساب سے احادیث سے معلوم ہوئی، جسکا قرآن شریف میں کوئی ذکر نہیں۔

---

[1]...... سورۂ بقرہ آیت:۱۸۵، **ترجمہ**:-لوگوں کی ہدایت کے واسطے

[2]...... سورۂ نحل آیت:۴۴، لتبین للناس مانزل الیھم فی ھٰذا الکتاب من الاحکام والوعد والوعید بقولک وفعلک فالرسول مبین عن اللہ عزو جل مراده مما اجمله فی کتابه من احکام الصلاة والزکوة وغیر ذلک مما لم یفصله (الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ص:۹۸، ج:۵، الجزء التاسع، مطبوعه دارالفکر بیروت، تفسیر مظهری ص: ۵/۳۴۲، مطبوعه رشیدیه کوئٹه، تفسیر ابن کثیر ص:۲/۸۸۵، مطبوعه مصطفی احمد الباز مکه مکرمه)

[3]...... سوره بقره آیت:۱۱۰ [4]...... سوره بقره آیت:۱۱۰

مثال۳:۔ ''**وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ**''[۱] لوگوں کے ذمہ اللہ کے گھر کا حج لازم ہے اسکی تفصیل کہ طواف کا کیا طریقہ ہے کتنے چکر ہیں۔ عرفات، منیٰ، مزدلفہ، رمی جمار وغیرہ کے مسائل کو حضورﷺ نے بیان فرمایا۔

قرآن پاک کو سمجھنے کیلئے حدیث شریف کی روشنی کا حاصل کرنا ضروری ہے حدیث سے بے نیاز ہو کر قرآن شریف کو سمجھنا ناممکن ہے۔ امت کو حکم ہے کہ حضورﷺ کی بیان فرمودہ تفصیلات کے ماتحت قرآن شریف سے ہدایت حاصل کرے اس سلسلہ میں حضور اکرمﷺ کی اطاعت اللہ پاک ہی کی اطاعت ہے۔ ''**من يطع الرسول فقد اَطَاعَ اللّٰهَ**''[۲]

اس لئے حدیث میں ارشاد ہے۔ ''**صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِىْ اُصَلِّىْ**'' بخاری[۳] شریف: ۱/۱۰۷۶، جس طرح تم نے مجھ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے تم بھی اسی طرح پڑھو۔ یہ نہیں فرمایا۔ کہ جس طرح قرآن شریف سے تمہاری سمجھ میں آئے اس طرح پڑھو۔

حدیث کی قسمیں

بعض چیزیں خود زبان مبارک سے ارشاد فرمائی ہیں ان کو حدیث قولی کہتے

۱...... سوره آل عمران آیت: ۹۷

۲...... سوره نساء آیت: ۸۰، **ترجمه**: ۔جس شخص نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا تعالیٰ کی اطاعت کی (بیان القرآن)

۳...... بخاری شریف ص: ۲/۱۰۷۶، کتاب اخبار الآحاد، باب ماجاء فی اجازة خبر الواحد الصدوق الخ، بخاری شریف ص۸۸ ج ۱، کتاب الاذان، باب اذان المسافر، الدارمی ص: ۳۱۸، ج ۱، کتاب الصلاة، باب من احق بالامامة، مطبوعه دار الريان بيروت، المسند للامام احمد ص ۵۳ ج۵، بقية حديث مالک بن الحويرث، مطبوعه دار الفکر بيروت.

ہیں بعض چیزیں عملاً کی ہیں ان کو حدیث فعلی کہتے ہیں۔بعض چیزیں ایسی بھی ہیں کہ آپ کے سامنے کی گئی ہیں یا آپ کے علم میں لائی گئی ہیں اوران پرآپ نے تردیدی انکارنہیں فرمایا بلکہ خاموشی اختیارفرمائی ہے جوکہ تائید وتصدیق کے حکم میں ہے اس کو تقریر کہتے ہیں یہ تینوں قسم کی حدیثیں امت کیلئے ذریعۂ ہدایت ہیں[1]۔

قیاس

بعض چیزیں ایسی بھی ہیں کہ حضوراکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کی گئیں اورآپنے اسکاجواب دیااورسائل سے خودبھی ایک مسئلہ دریافت فرمالیاجس کا حکم ظاہراورسائل کومعلوم تھاجب سائل نے بتادیاتو آپنے فرمایا کہ جو چیزتم نے دریافت کی ہے اسکاحکم بھی اسی کے موافق ہے۔

مثال:۔ کسی نے دریافت کیا کہ میری والدہ کے ذمّہ حج ہے میں اس کواسکی طرف سے اداکرلوں تو اداہوجائے گا،آپ نے فرمایاہاں اداہوجائے گا۔اگراس کے ذمہ قرض ہواورتم اداکردوتواداہوجائے گا اس نے کہاہاں اداہوجائے گا۔آپ نے فرمایااللہ کاقرض بطوراولیٰ اداہوجائے گا۔جیسا کہ بخاری[2] شریف ج۲رص۱۰۸۸ر میں یہ حدیث مذکورہے۔

---

[1]...... السنة فی الاصطلاح الشرعی ھی ماصدر عن رسول اللهﷺ من قول او فعل او تقریر فالسنن القولیة فی احادیثه التی قالھا فی مختلف الاغراض والمناسبات الخ ...... یکون حجة علی المسلمین الخ (علم اصول الفقه ۳۶تا۳۷، مقدمه مشکوٰة شیخ عبدالحق ص۳، نخبة الفکر ص:۶۷، مطبوعه الرحیم اکیڈمی کراچی.

[2]...... بخاری شریف ص۱۰۸۸/۲ حدیث نمبر ۷۰۲۲، باب من شبه اصلا معلوماًالخ. کتاب الاعتصام. والقیاس الصحیح لا مذمة فیه بل ھو مامور به وفی الباب دلیل علی وقوع القیاس منهﷺ وقد احتج ...... (بقیہ اگلے صفحہ پر)

عن ابن عباس رضی اللہ عنھما ان امرأۃً جاء ت الی النبی ﷺ فقالت ان امی نذرت ان تحج فماتت قبل ان تحج افاحجّ عنھا قال نعم حُجی عنھا ارأیت لو کان علیٰ امّک دین اکنت قاضیۃ قالت نعم قال اقضوا الذی لہ فان اللہ احق بالوفاء.

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہیکہ ایک عورت نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی (اورعرض کیا) میری اماں نے حج کرنے کی نذر مانی تھی اور حج کرنے سے قبل مرگئی تو کیا میں اس کی طرف سے حج کردوں آپ ﷺ نے ارشادفرمایا ہاں اس کی طرف سے حج کردے، بتا اگر تیری اماں پر قرض ہوتا تو کیا تو ادا کرتی اس نے کہاں ہاں۔ ارشادفرمایا جو اس کیلئے ہے ادا کرو بیشک اللہ کا حق پورا کرنے کے زیادہ لائق ہے۔

اسکوشریعت میں قیاس، اجتہاد، استنباط، اعتبار کہتے ہیں[1]۔ اسکی تعلیم بھی حضور

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)......المزنی بھذین الحدیثین علی من انکر القیاس وما اتفق علیہ الجمھور ھو الحجۃ فقد قاس الصحابۃ فمن بعدھم من التابعین وفقھاء الامصار، (ارشاد الساری ص: ۱۵/۳۲۰، دارالفکر بیروت، عمدۃ القاری ص: ۱۲/۵۰، الجزء الرابع والعشرون، دارالفکر بیروت، فتح الباری ص: ۱۵/۲۳۱، طبع نزار مصطفی احمد الباز مکہ مکرمہ)

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1]...... اللہ امرنا بالاعتبار وھو التامل فی المثلات المذکورۃ والقیاس نظیرہ بعینہ لان الشرع شرع احکامہ بمعان اشار الیھا کما انزل مثلات باسباب قصھا وحینئذ یکون اثبات حجۃ القیاس عقلیا ای ثابتا بدلالۃ النص او نقول ان اللہ تعالیٰ امرنا بالاعتبار والاعتبار ردالشیء الی نظیرہ وھو عام شامل للقیاس والمثلات وحیئذ یکون اثبات حجۃ القیاس بعبارۃ النص، (التفسیرات الاحمدیۃ ص: ۶۶۵، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند، روح البیان ص: ۹/۴۲۱، مطبوعہ دارالفکر بیروت، حاشیۃ الشھاب ص: ۹/۱۳۵، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، حاشیۃ القونوی ص: ۱۰/۹، سورۂ حشر تحت آیت: ۲، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت.

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اسکے شرائط اور تفصیلات کتب اصول میں[۱] مذکور ہیں اسکی ضرورت اس وقت ہوتی ہے کہ قرآن وحدیث سے مسئلہ صاف صاف سمجھ میں نہ آتا ہو، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو قاضی بنا کر یمن بھیجا تو بہت سی ہدایتیں دیں اور دور تک رخصت کرنے کیلئے تشریف لے گئے۔ یہ بھی دریافت فرمایا کہ تم کس قانون کے ماتحت فیصلے کروگے توانہوں نے عرض کیا قرآن پاک کے ماتحت ارشاد فرمایا کہ اگر اسمیں تم کو نہ ملے عرض کیا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق فیصلے کروں گا۔ فرمایا کہ اگر تمہیں اسمیں بھی نہ ملے تو۔ عرض کیا کہ اجتہاد کروں گا اس پر مسرت کا اظہار کرکے پوری تائید فرمائی اور اس انتخاب پر خداوند تعالیٰ کا شکر ادا کیا، ابوداؤد شریف[۲] ج ۲ ص ۱۴۹ میں یہ واقعہ مذکور ہے۔

۱؎...... فشرطه ان لايكون الاصل مخصوصا بحكمه بنص آخر كشهادة خزيمة وحده وان لا يكون معدولا به عن القياس اى لا يكون الاصل مخالفا للقياس كبقاء الصوم مع الاكل والشرب ناسيا وان يتعدى الحكم الشرعي بالنص بعينه الى فرع هو نظيره ولا نص فيه والشرط الرابع ان يبقى حكم النص بعد التعليل على ماكان قبله الخ، (نورالانوار: ۲۳۲، ۲۳۵، بحث شرط القياس، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، اصول الشاشي: ۸۵، بحث شرط القياس، مطبوعه شاهد بكڈپو ديوبند، حسامي مع النامي: ۲۰۲/۲۰۸، باب القياس، مطبوعه رحيميه ديوبند، فواتح الرحموت: ۳۰۰/۲، فصل في شرائط القياس، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.)

۲؎...... ابوداؤد شريف ص ۵۰۵ ج ۲، كتاب القضاء، باب اجتهاد الراى في القضاء،

ترجمہ:- حضرت رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ کو جب یمن بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو ان سے یہ دریافت فرمایا کہ جب تمہارے پاس کوئی مقدمہ آئیگا تو کس طرح فیصلہ کروگے انہوں نے جواب دیا۔ اللہ کی کتاب کے ذریعہ فیصلہ کروں گا آپ نے فرمایا اگر کتاب اللہ میں نہ ملے تو انہوں نے عرض کیا رسول اللہ ﷺ کی سنت کے ذریعہ آپ نے فرمایا اگر سنت رسول اللہ ﷺ اور کتاب اللہ میں نہ ملے حضرت معاذ نے عرض کیا اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں کروں گا اس پر نبی علیہ السلام نے ان کے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے رسول اللہ ﷺ کے قاصد کو اس بات کی توفیق مرحمت فرمائی جس سے اللہ کا رسول خوش ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لما اراد ان یبعث معاذا الی الیمن قال کیف تقضی اذا عرض لک قضاء قال اقضی بکتاب اللہ قال فان لم تجد فی کتاب اللہ قال فبسنۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال فان لم تجد فی سنۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولا فی کتاب اللہ قال اجتہد برأیی ولا الو فضرب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صدرہ فقال الحمد للّٰہ الذی وفق رسول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لما یرضی رسول اللّٰہ.

اجتہاد

جو مسئلہ قرآن وحدیث میں صاف صاف نہ ملتا ہو اس کا حکم نظائر ودلائل میں غور کر کے نکالنا اجتہاد ہے اسی کو قیاس بھی کہتے ہیں جیسا کہ اوپر معلوم ہوا اگر اس پر اتفاق ہو جائے تو وہ اجماع کہلاتا ہے[1] اسی لئے علمائے اصول نے لکھا ہے کہ قیاس حکم کو ثابت نہیں کرتا بلکہ ظاہر کرتا ہے[2]۔ جو حکم قرآن یا حدیث میں موجود تو تھا لیکن مخفی تھا عامۃً لوگ اس کو سمجھ نہیں سکتے تھے مجتہد نے اس کو اس کے نظائر پر قیاس کر کے یا دلالۃً، اشارۃً، اقتضاء وغیرہ سے استنباط کر کے ظاہر کر دیا امام بخاری نے اس کے لئے مستقل

---

[1]...... ھو لغۃ العزم والاتفاق واصطلاحا اتفاق المجتہدین من ھذہ الامۃ المرحومۃ المکرمۃ فی عصر علی امر شرعی الخ، (فواتح الرحموت ص: ۲/۲۶۰، الاصل الثالث الاجماع، نور الانوار ص۲۲۳، باب الاجماع، نامی ص۱۹۳، باب الاجماع، طبع رحیمیہ دیوبند)

[2]...... ولذا قیل ھو (ای القیاس) ابانۃ مثل حکم احد المذکورین بمثل علتہ فی الاخر فاختیر لفظ الابانۃ لان القیاس مظھر لا مثبت (نور الانوار ص۲۲۸) مطبوعہ دیوبند، اول مبحث القیاس، نامی ص:۲۰۳، باب القیاس، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند)

باب منعقد کیا ہے[1]۔

تقلید

جس شخص میں اجتہاد کی قوت نہ ہواسکو مجتہد کا اتباع لازم ہے اسی کا نام تقلید ہے[2]۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی لئے قاضی بنا کر بھیجا تھا کہ ان کے بتائے ہوئے مسائل واحکام پر عمل کیا جائے جن کے ماخذ تین ہیں۔قرآن پاک، حدیث شریف، اجتہاد اور تینوں کو تسلیم کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی اطاعت ہے۔

"عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن یطع الامیر فقد اطاعنی ومن یعص الامیر فقد عصانی الحدیث متفق علیہ" (مشکوٰۃ[3] شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

۱...... باب من شبه اصلا معلوما باصل مبین قد بین الله حکمها لیفهم السائل، کتاب الاعتصام (بخاری شریف ص۱۰۸۸ ج ۲ مطبع اشرفی دیوبند)

۲...... التقلید هو الا خذ بقول الغیر بغیر معرفة دلیله (الی ان قال) غیر المجتهد المطلق یلزمه التقلید (شرح عقود رسم المفتی:۴۷، مطبوعه سعیدیه سهارنپور)

۳...... مشکوٰة شریف ص:۳۱۸، کتاب الامارة والقضاء، الفصل الاول (مکتبه یاسر ندیم دیوبند، بخاری شریف ص:۴۱۵/۱، کتاب الجهاد، باب یقاتل من وراء الامام ویتقی به، مطبوعه اشرفی دیوبند، مسلم شریف ص:۱۲۴/۲، کتاب الامارة، باب وجوب طاعة الامراء، مطبوعه رشیدیه دهلی)

مسائل کی قسمیں

مسائل دو قسم کے ہیں ایک وہ جن کا تذکرہ نص (قرآن یا حدیث) میں موجود ہے۔ دوسرے وہ جن کا تذکرہ قرآن یا حدیث میں موجود نہیں۔ قسم اول (جنکا تذکرہ نص میں موجود ہے) کی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ نص ایک ہی طرح کی ہے جس سے ایک ہی طرح کا مثبت یا منفی حکم صاف صاف معلوم ہوتا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ نص دو طرح کی ہے کسی سے مثبت حکم معلوم ہوتا ہے کسی سے منفی مثلاً کسی سے آمین بالجہر معلوم ہوتا ہے کسی سے آمین بالسر، کسی سے رفع یدین معلوم ہوتا ہے کسی سے ترک رفع۔ پھر ایسے مسائل میں بھی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ تاریخی شواہد یا دیگر قرائن سے نص کا مقدم و مؤخر ہونا معلوم ہو کہ فلاں نص مقدم ہے اور فلاں مؤخر دوسری صورت یہ ہے کہ نص کا مقدم و مؤخر ہونا معلوم نہ ہو یہ پتہ نہ چلے کہ کونسی نص پہلے کی ہے کونسی بعد کی یہ کل چار قسمیں ہوئیں۔

پہلی قسم

وہ مسائل جن میں نص ایک ہی طرح کی ہے ایسے مسائل میں قیاس واجتہاد نہیں کیا جاتا نہ کسی کی تقلید کی جاتی ہے بلکہ نص پر عمل کیا جاتا ہے۔

دوسری قسم

وہ مسائل جن میں نص دو طرح کی ہے اور مقدم و مؤخر کا بھی علم ہے ایسے مسائل میں عموماً مقدم کو منسوخ مان کر مؤخر پر عمل کیا جاتا ہے، انمیں بھی نہ قیاس واجتہاد کی حاجت ہے نہ تقلید کی۔[1]

---

[1] ......ایسے مسائل تین قسم کے ہیں اول وہ جن میں نصوص متعارض ہیں،......(بقیہ اگلے صفحہ پر)

تیسری قسم

وہ مسائل جن میں نص دو طرح کی ہے اور مقدم و مؤخر کا علم نہیں۔

چوتھی قسم

وہ مسائل جن میں نصوص موجود نہیں۔

ان اخیر کی دونوں قسم کے مسائل دو حال سے خالی نہیں آدمی کچھ عمل کرتا ہے یا نہیں اگر عمل نہیں کرتا اور آزاد پھرتا ہے تو اسکی اجازت نہیں۔ **اَیَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَنۡ یُّتۡرَکَ سُدًی**[1] کیا انسان سمجھتا ہے کہ آزاد چھوڑ دیا جائے گا۔ **اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا خَلَقۡنٰکُمۡ عَبَثًا**[2] کیا تمہارا گمان ہے

کہ ہم نے تم کو بیکار پیدا کیا یعنی ایسا نہیں بلکہ تمہیں ہر موقعہ پر ہمارے حکم کی تعمیل کرنی ہے اور اگر کچھ عمل کرنا ہے تو کیا عمل کرے۔ تیسری قسم کے مسائل میں کونسی نص کو اختیار کرے؟ ایک نص کو اختیار کرنے سے دوسری نص چھوٹتی ہے اپنی طرف سے عمل کیلئے کسی نص کی تعیین کر نہیں سکتا۔ تقدیم و تاخیر کا علم نہیں کہ ایک کو ناسخ دوسری کو

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)......دوم وہ جن میں نصوص وجوہ و معانی متعددہ کو محتمل ہوں گو اختلاف نظر سے کوئی معنیٰ قریب بعید معلوم ہوتے ہوں، سوم وہ جن میں تعارض بھی نہ ہو اور ان میں ایک ہی معنی ہو سکتے ہوں پس قسم اول میں دفع تعارض کیلئے مجتہد کو اجتہاد کی اور غیر مجتہد کو تقلید کی ضرورت ہوگی۔
قسم الثانی:۔ ظنی الدلالۃ کہلاتی ہے اس میں تعیین احوال احتمالات کیلئے اجتہاد و تقلید کی حاجت ہوگی قسم ثالث قطعی الدلالۃ کہلاتی ہے اس میں ہم بھی نہ اجتہاد کو جائز کہتے ہیں نہ اس اجتہاد کی تقلید کو (الاقتصاد ص ۳۴) مطبوعہ دہلی۔

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1]...... سورہ القیامۃ آیت ۳۶

[2]...... سورۃ المومنون آیت ۱۱۵

منسوخ قرار دے کر ناسخ پرعمل کرلے اور چوتھی قسم کے مسائل میں نص موجود ہی نہیں تو بلاعلم کے عمل کس چیز پر کرے گا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلَاتَقْفُ مَالَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ[۱] اس کا حاصل یہ ہے کہ بلاتحقیق وعلم کے کسی بات پرعمل مت کرو۔ تو لامحالہ ان دونوں قسم کے مسائل میں اجتہاد کی ضرورت ہوگی تیسری قسم میں تو اس لئے کہ عمل کے واسطے نص کو متعین کیا جائے۔ چوتھی قسم میں اس لئے کہ حکم معلوم کیا جائے اور یہ ظاہر ہے کہ ہر شخص میں اجتہاد واستنباط کی قوت واہلیت نہیں ہوتی یہ آیت بھی اسی بات کو واضح کررہی ہے۔

وَلَوْرَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰى اُوْلِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ.[۲]

یوں تو ہر شخص کوئی نہ کوئی صحیح یا غلط رائے قائم کرنے کا دعویٰ کرہی سکتا ہے لیکن جس کا استنباط شرعاً معتبر ہو اس کو مستنبط اور مجتہد کہتے ہیں[۳]، جس کا معتبر نہ ہو تو اس کو مقلد کہتے ہیں پس ان دونوں قسم کے مسائل میں مجتہد کو اجتہاد ضروری ہے اور مقلد کو اس کی تقلید ضروری ہے۔

۱...... سورہ بنی اسرائیل آیت: ۳۶

۲...... سورۃ النساء آیت: ۸۳،

ترجمہ:- اور اگر یہ لوگ اس کو رسول کے اور جو ان میں ایسے امور کو سمجھتے ہیں ان کے اوپر حوالہ رکھتے تو اس کو وہ حضرات تو پہچان ہی لیتے جو ان میں اس کی تحقیق کرلیا کرتے ہیں (بیان القرآن)

۳...... ان المجتهد من عرف الاحكام الشرعية من قواعدها فى الكتاب والسنة والاجماع والقياس وهو الفقيه العارف بعلوم القرآن والحديث والناسخ والمنسوخ واللغة والنحو والصرف واتفاق العلماء واختلافهم وهو الضابط لامهات المسائل الفقهية، (المجموع شرح المهذب ص۴۳/ ۱، مقدمه، فئات الاصحاب المجتهدين، مطبوعه دارالفكر بيروت)

اجتہاد میں اگر خطا ہوجائے تب بھی مجتہد اجر سے محروم نہیں۔ اگر اجتہاد صحیح ہو تو دوہرے اجر کا مستحق ہے جیسا کہ بخاری شریف[1] ج ۲ ص ۱۰۹۲ میں ہے۔

ایک شبہ

اب یہاں یہ شبہ باقی رہ جاتا ہے کہ مجتہد تو بہت سے ہوئے صحابہ میں بھی تابعین میں بھی تبع تابعین میں بھی پھر ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ) ہی کی تقلید کیوں کی جاتی ہے کسی اور کی تقلید میں کیا مضائقہ ہے خاص کر وہ صحابہ کرامؓ جن کے فضائل احادیث میں کثرت سے آئے ہیں۔ ان کی تقلید کیوں نہ کرلی جائے۔!

جواب: - اسکا جواب یہ ہے کہ صحابہ کرام یقیناً ائمہ اربعہ سے بدرجہا افضل ہیں، ائمہ اربعہ کی تقلید کی وجہ یہ نہیں کہ انکو صحابہ کرامؓ سے افضل تصور کیا جاتا ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ تقلید کیلئے ان مسائل کا معلوم ہونا ضروری ہے جنمیں تقلید کی جاتی ہے اور آج جس قدر تفصیل کیساتھ ہر باب اور ہر فصل کے مسائل ائمہ اربعہ کے مذاہب میں مدون اور مجتمع ہیں، یہاں تک کہ کتاب الطہارت سے لیکر کتاب الفرائض تک عبادات، معاملات، مزاج غرض ہر شعبہ کے ایک ایک مسئلہ کو جمع کر دیا گیا ہے[2] اس طرح تفصیل

---

[1]...... عن عمرو بن العاص انه سمع رسول الله ﷺ يقول اذا حكم الحاكم فاجتهد فاصاب فله اجران واذا حكم فاجتهد ثم اخطأ فله اجر (بخاری شریف ص ۱۰۹۲ ج۲، باب اجر الحاكم اذا اجتهد فاصاب او اخطأ، كتاب الاعتصام، حدیث نمبر ۷۰۵۵، مطبوعه اشرفی دیوبند

[2]...... ملاحظہ ہو الاقتصاد ص ۳۴، مطبوعه دهلی، تكملة نقل الامام، فی البرهان اجماع المحققين على منع العوام من تقليد اعيان الصحابة بل من بعدهم ای بل قال عليهم ان يتبعوا مذاهب الائمة الذين سيروا ووضعوا ودوّنوا، لانهم اوضحوا طرق النظر الخ، التقرير والتحبير ص ۳۵۳ ج۳)

کے ساتھ نہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے کسی کا مذہب مدون ملتا ہے نہ تابعین میں سے نہ تبع تابعین وغیرہ سے پھر ائمہ اربعہ کو چھوڑ کر کسی اور کی تقلید کی جائے تو کس طرح کی جائے؟ اس لئے ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ ہی کی تقلید کو اختیار کیا گیا ہے۔ اللہ پاک نے ان چاروں کو قرآن وحدیث کا تفصیلی علم اور درایت واستنباط کی مہارت تامہ عطا فرمائی تھی۔ حتی کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جس قدر احادیث صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ذریعہ عالم میں پھیلی ہیں وہ سب ان چاروں کے پاس موجود ہیں۔ یہ تو ہوسکتا ہے کہ کوئی ایک روایت ان میں سے ایک کے علم میں ہو اور دوسرے کے علم میں نہ ہو۔ مگر ایسا نہیں کہ کوئی روایت ان میں سے کسی کے پاس نہ ہو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے شرح مؤطا ص ۶ میں احادیث کے نشر واشاعت اور مدینہ طیبہ کی علمی مرکزیت کا حال تحریر فرماتے ہوئے لکھا ہے۔

بالجملہ ایں چہار امامانند کہ عالم را علم ایشان احاطہ کردہ است امام ابوحنیفہؒ وامام مالکؒ وامام شافعیؒ وامام احمدؒ الخ۔[1]

یہ چار امام ایسے ہیں کہ ان کا علم سارے عالم کو گھیرے ہوئے ہے اور وہ چار امام امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، اور امام احمدؒ ہیں۔

ایک سوال

یہ کیوں ضروری ہے کہ ایک ہی امام کی تقلید کی جائے اس میں کیا حرج ہے کہ کوئی مسئلہ کسی امام کا لے لیا جائے کوئی کسی کا جیسا کہ دور صحابہؓ وتابعین میں یہی طریق رائج تھا کسی ایک پر سارے مذہب کا انحصار نہیں تھا۔

---

[1]...... شرح موطا امام مالک ص: ۶، مقدمہ، مطبوعہ رحیمیہ دھلی.

جواب

قرونِ اولیٰ میں خیر کا غلبہ تھا نفسانی خواہشوں کا عامۃً دین میں دخل نہیں تھا[1] اس لئے جو شخص بھی اپنے جس بڑے سے مسئلہ دریافت کرتا نیک نیتی سے دریافت کرتا اور اس پر عمل کر لیتا تھا۔ چاہے نفس کے موافق ہو یا خلاف ہو مگر بعد کے دور میں یہ بات نہیں رہی بلکہ لوگوں میں ایسا داعیہ پیدا ہونے لگا کہ ایک مسئلہ ایک عالم سے معلوم کیا اس میں نفس کو تنگی محسوس ہوئی تو دوسرے سے اسی پر قناعت نہیں کی گئی سہولت معلوم ہوئی تو بس اسی کو اختیار کر لیا پھر اسی پر قناعت نہیں کی گئی۔ بلکہ ہر مسئلہ میں اس کی فکر لگی کہاں سے سہولت کا جواب ملتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ طلب حق کا داعیہ نہیں۔ اس میں بعض دفعہ بڑی خرابی پیدا ہو جاتی ہے مثلاً کسی باوضو آدمی نے بیوی کو ہاتھ لگایا اس سے کسی شافعی المذہب نے کہا کہ وضو دوبارہ کرو کہ یہ ہاتھ لگانا ناقض وضو ہے تو یہ شخص جواب میں کہتا ہے کہ میں امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کرتا ہوں ان کے نزدیک ناقض وضو نہیں بلکہ اس وضو سے نماز درست ہے پھر اس نے قے کی اس پر ایک حنفی المذہب نے کہا کہ وضو دوبارہ کرو کیوں کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قے ناقض وضو ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں امام شافعیؒ کے مذہب کی تقلید کرتا ہوں ان کے نزدیک ناقض وضو نہیں بلکہ اس وضو سے نماز درست ہے اب یہ شخص اگر اسی وضو سے نماز پڑھے گا تو اس کی نماز نہ امام شافعیؒ کے نزدیک درست ہوگی نہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک درست ہوگی اسی کا نام تلفیق ہے جو کہ بالاجماع باطل اور ناجائز ہے[2]۔ درحقیقت یہ طریقہ اختیار کرنا امام شافعیؒ کی تقلید ہے نہ امام ابوحنیفہؒ کی تقلید ہے بلکہ یہ تو خواہش نفسانی کا اتباع ہے جو

---

[1]...... اعلم ان فی الاخذ بھٰذہ المذاهب الاربعة مصلحة عظیمة وفی الاعراض عنها کلها مفسدة کبیرة نحن نبین ذٰلک بوجوہ الخ. (عقد الجید ص ۳۹)

[2]...... وان الحکم الملفق باطل بالاجماع وقوله وان الحکم الملفق) ...... (بقیہ اگلے صفحہ پر)

کہ شرعاً ممنوع ہے اس کا نتیجہ خدا کے راستہ سے ہٹنا اور بھٹکنا ہے۔ **و لا تتبع الهوی فیضلک عن سبیل**[۱] **الله** اسلئے ضروری ہوا کہ ایک ہی امام کی تقلید کی جائے چونکہ قرآن پاک نے اتباع کو انابت کے ساتھ مربوط کیا ہے **واتبع سبیل من اناب**[۲] **الیّ** اس بناء پر مجموعی حالات سے کسی کو امام ابوحنیفہ کے متعلق ظن غالب حاصل ہوا کہ منیب ومصیب ہیں یعنی ان کا اجتہاد قرآن وحدیث کے زیادہ موافق ہے اس نے ان کی تقلید اختیار کی کسی کو امام مالکؒ امام شافعیؒ امام احمدؒ میں سے کسی کے متعلق یہ ظن حاصل ہوا اس نے ان کی تقلید کی اب یہ درست نہیں کہ اپنے امام کو چھوڑ کر جب دل چاہا کسی دوسرے کے مذہب پر عمل کرلیا کیوں کہ بغیر اجازت شرعیہ کے اس میں تلفیق بھی ہوجاتی ہے اور خواہش نفسانی کا اتباع ہے جس کا نتیجہ حق سے بُعد اور گمراہی ہے چنانچہ مولانا محمد حسین صاحب نے زمانۂ دراز تک تقلید کی مخالفت کرتے رہنے کے بعد تقلید نہ کرنے کے تلخ تجربات سے متاثر ہوکر اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد ۱۱ عدد ۲ ص ۵۳ رمیں لکھا ہے۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)......المراد بالحکم الحکم الوضعی کالصحة مثلا متوضی سال من بدنه دم ولمس امرأة ثم صلی فان صحة هذه الصلاة ملفقة من مذهب الشافعی والحنفی والتلفیق باطل فصحته منتفیة الخ (الشامی نعمانیه ص ۵۱ ج ۱، المقدمة، لایجوز العمل بالضعیف الخ، شامی کراچی ص۷۵ ج ۱، طحطاوی علی مراقی ص ۱۴۳، مصری، کتاب الصلاة، مقدمه اعلاء السنن ص:۲/۲۲۷، ذکر الشروط الثلاثة لجواز الانتقال الخ، مطبوعه امدادیه مکه مکرمه.

(حاشیہ صفحہ ہٰذا) ۱...... سوره ص آیت ۲۶،

ترجمہ:-اور آئندہ بھی نفسانی خواہش کی پیروی مت کرنا کہ وہ خدا کے راستے سے تم کو بھٹکا دیگی۔(از بیان القرآن)

۲...... سوره لقمان آیت ۱۵،

ترجمہ:-اور اس شخص کی راہ پر چلنا جو میری طرف رجوع ہو(از بیان القرآن)

''پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی کہ جولوگ
بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ
آخراسلام کوسلام کر بیٹھتے ہیں ان میں بعض عیسائی ہو جاتے ہیں اور بعض
لا مذہب جو کسی دین و مذہب کے پابند نہیں رہتے اور احکام شریعت سے
فسق وخروج تو اس آزادی کا ادنیٰ نتیجہ ہے اھ'' (سبیل[۱] الرشاد ص۱۲)

اسی وجہ سے صدیوں سے بڑے بڑے بے شمار متبحر علماء جن کو قرآن پاک میں گہری بصیرت ہے اور علم حدیث وآثار صحابہؓ کا بے شمار خزانہ جنکی نظروں کے سامنے ہے اور خشیت

وتقوی سے جن کے قلوب مالا مال ہیں اور جو اپنی زندگی کا ہر گوشہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کے چراغ سے روشن کرتے ہیں وہ ان سب فضائل وکمالات کے باوجود تقلید ہی کو اختیار کرتے آئے ہیں۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو یہ کمالات اپنے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اتباع اور اپنے دین کے خدام اولیاء کرام، مجتہدین عظام کی تقلید واحترام کے طفیل میں عطا فرمائے تو غالباً مبالغہ نہ ہوگا۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

کیا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب بھی مقلد تھے؟

سوال:- حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ مقلد تھے یا غیر مقلد، اگر مقلد تھے تو انکا مسلک کیا تھا؟ یہاں بعض حضرات کہتے ہیں کہ وہ غیر مقلد تھے، حوالہ کتب معتبرہ سے مدلل بیان فرمائیں؟

---

[۱]...... سبیل الرشاد ص ۱۲، مطبوعہ ساڈھورہ.

الجواب حامداً ومصلیاً!

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ علوم واسعہ افکار عمیقہ اخلاق فاضلہ، اعمال صالحہ، تزکیۂ نفس، طہارت باطن، نسبت قویہ، مکاشفۂ صحیحہ کی دولت سے مالا مال تھے۔ جہاں کسی چیز میں کوئی اشکال ہوا فوراً روحانیت نبویہ سے حل کرلیا۔ آثار صحابہ گویا سب کے سب نظروں کے سامنے تھے۔ ان کے مذاہب سے واقفیت حاصل تھی ائمہ مجتہدین کے اصول استنباط اور ماخذ مسائل پر پورا عبور تھا۔ تطبیق بین الروایات میں ملکۂ تامہ تھا ناسخ ومنسوخ کے حافظ تھے وغیرہ وغیرہ۔ ان اسباب کی بناء پر آپ تقلید کی ضرورت محسوس نہیں فرماتے تھے طبیعت کو اس سے انکار تھا لیکن حضرت نبی اکرم ﷺ نے تقلید پر مجبور فرمایا۔ تقلید کے علاوہ اور بھی بعض چیزیں ایسی ہیں کہ تقاضائے طبعی کے خلاف ان پر مامور کئے گئے چنانچہ لکھتے ہیں۔ **وثانیها الوصاة بالتقيد بهٰذه المذاهب الاربعة لااخرج منهاوالتوفيق مااستطعت وجبلتي تابى التقيد وتأنف منه راساً ولكن شئ طلب منى التعبد به بخلاف نفسى** اھ فیوض الحرمین[1] ص ۶۵ اس سے مطلق تقلید کے ساتھ مقید ہونا معلوم ہوا۔ نیز وہ تقلید مذاہب اربعہ میں محصور ہے۔

مذہب حنفی کی ترجیح کے سلسلہ میں فرماتے ہیں۔

عرفنى رسول الله ﷺ ان فى المذهب الحنفى طريقة انيقة هى اوفق الطرق بالسنة المعروفة التى جمعت ونقحت فى زمان البخارى واصحابه وذٰلک ان يؤخذ من اقوال الثلٰثة قول اقربهم بها فى المسئلة ثم بعد ذٰلک يتبع اختيارات الفقهاء الحنفيين الذين كانوا من علماء الحديث فرب شىء سكت عنه الثلاثة فى الاصول

[1]...... فیوض الحرمین ص ۶۵، مکتبہ احمدی دھلی،

وما تعرضوا لنفيه ودلت الاحاديث عليه فليس بدمن اثباتِه والكل مذهب حنفي اه (فیوض الحرمین[1] ۴۸)

۱۱۷۶ھ میں وفات ہے اسی ۱۱۷۶ھ میں اخیر مرتبہ بخاری شریف پڑھائی ہے اور مولوی چراغ صاحب کیلئے سند اپنے قلم سے لکھی ہے جو کہ بخاری شریف کے ساتھ خدا بخش لائبریری پٹنہ میں موجود ہے اس میں اپنے نام کے ساتھ حنفی لکھا ہے اور حضرت شاہ رفیع الدین صاحب کی تصدیق ہے کہ یہ میرے والد کی تحریر فرمودہ ہے۔ نیز شاہ عالم کی مہر بھی اس تصدیق پر موجود ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اخیر تک حنفی رہے کسی کو یہ کہنے کی مجال نہیں کہ بعد میں غیر مقلد ہو گئے تھے۔ نعوذ باللہ عنہ، البتہ حسب وسعت جمع فرماتے تھے ادلہ کی قوت وضعف سے بھی بحث فرمایا کرتے تھے جس سے بعض کو شبہ ہو جایا کرتا تھا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

دارالعلوم دیوبند

[1]...... فیوض الحرمین ص ۴۸، مکتبہ احمدی دھلی.

ہماری اہم مطبوعات